ابو سلمان شاہجہانپوری

ریشمی خطوط

(گزشتہ سے پیوستہ)

۶۴؎ حرمت اللہ۔ ان کے بارے میں بھی معلومات کا ذریعہ صرف ریشمی خطوط سازش کیس ہے۔ البتہ مولانا شائق احمد عثمانی سے معلوم ہوا کہ تحریک سے ان کا تعلق تھا اور حضرت شیخ الہند کے نہایت عقیدت مند تھے۔ قرآن نہایت عمدہ پڑھتے تھے۔ حالات کا مولانا عثمانی صاحب سے بھی پتا نہیں چل سکا۔ ریشمی خطوط سازش کیس میں ان کے متعلق یہ نوٹ ہے:

"یہ شخص قازان روسی ترکستان کا باشندہ ہے کچھ عرصے تک وہ اپنے ایک ہم وطن احمد جان کے ہمراہ دیوبند میں زیر تعلیم رہا۔ تقریباً دو برس ہوئے یہ دونوں مولانا حسین احمد مدنی کے ہمراہ دیوبند سے حجاز چلے گئے اور خیال ہے کہ وہ اب وہیں ہیں۔"

مولانا شائق احمد عثمانی کے بیان سے تحریک ریشمی خطوط سے ان کے تعلق اور حضرت شیخ الہندؒ سے ان کی نہایت عقیدت کا علم ضرور ہوتا۔

۶۵؎ احمد جان۔ ان صاحب کے بارے میں بھی معلومات کا واحد ماخذ ریشمی خطوط سازش کیس ہے اور سازش کیس میں نام آنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ مکتوب نگار نے واقفیت کی بنا پر انہیں سلام لکھ دیا تھا۔ کیس میں ان کے بارے میں تقریباً وہی نوٹ ہے جو حرمت اللہ کے بارے میں ہے یعنی:

"شہر قازان روسی ترکستان کا رہنے والا ہے اپنے ہم وطن حرمت اللہ کے ہمراہ اس نے کچھ عرصہ دیوبند کے مدرسہ میں تعلیم پائی تھی۔ تقریباً دو برس ہوئے یہ

دونوں دیوبند سے مولانا حسین احمد مدنی کے ہمراہ حجاز چلے گئے اور شاید اب بھی وہیں ہیں"۔

۶۶۔ ڈاکٹر حاجی شاہ بخش لاشاری حضرت شیخ الہند کے نام مولانا سندھی کے ریشمی خط میں نیز ریشمی رومال سازش کیس میں ان کا نام تقریباً چھ بار مختلف مقامات پر آیا ہے۔ حیدرآباد کے رہنے والے تھے۔ کچھ زمین تھی۔ گھڑی سازی کا کام کرتے تھے۔ کچھ سلسلہ طبابت کا بھی تھا اس لئے سازش کیس میں انہیں ڈاکٹر (طبیب کہا گیا ہے۔ حکیم (قاضی) عبدالقیوم اور شیخ عبدالرحیم سندھی کے مخلص ساتھی اور حضرت شیخ الہند کی تحریک کے رکن اور ان کے خاص اعتماد کے شخص تھے مولانا حسین احمد مدنیؒ نے انہیں حضرت شیخ کے رفقاء میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ حیدرآباد سندھ کے باشندے اور مشن آزادی کے پہلے سے ممبر تھے ۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہند سے پہلے حجاز چلے گئے تھے۔ حضرت شیخ الہند نے ترکی اکابر غالب پاشا اور جمال پاشا کی بعض تحریرات حاصل کر کے جو ہندو پاکستان بھیجی تھیں وہ سید ہادی حسن اور شاہ بخش لاشاری کی مشترکہ نگرانی میں تھیں ستمبر ۱۹۱۶ء میں سندھ واپس تشریف لائے۔ ریشمی رومال تحریک کا راز افشاء ہوگیا تو سب سے پہلے گرفتار ہونے والوں میں شامل تھے۔ سازش کیس استغاثہ کے پیراگراف نمبر ۲۵ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی گرفتاری ۱۲ ستمبر ۱۹۱۶ء کو عمل میں آئی تھی۔ ریشمی خطوط سازش کیس کے ملزمان میں ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:۔

"جنود ربانیہ کی فہرست میں لیفٹننٹ کرنل ہے۔ حضرت مولانا (شیخ الہند) کے نام عبیداللہ کے خط میں بھی یہ نام آیا ہے۔ ڈاکٹر حاجی شاہ بخش ولد امام بخش لاشاری بلوچ تھورو نواچاڑی شہر حیدرآباد سندھ۔ یہ گھڑی ساز اور بہت چھوٹا زمیندار ہے کچھ طب یونانی کا کام بھی کرتا ہے۔ یہ اسی جہاز سے عرب گیا تھا جس جہاز میں سہارنپور کے مولانا خلیل احمد اور ان کی پارٹی نے ستمبر ۱۹۱۵ء میں سفر کیا تھا اور ایس۔ ایس اکبر نامی جہاز سے ستمبر ۱۹۱۶ء میں ہندوستان واپس آیا تھا۔ مولوی خلیل احمد بھی اسی جہاز سے لوٹے تھے، مولوی حبیب اللہ، حکیم عبدالقیوم اور شیخ عبدالرحیم (جس کے نام ترکی ریشمی خط روانہ کیا گیا تھا) ساکن حیدرآباد کا نہایت مخلص ساتھی ہے مولانا محمود حسن کی سازش

جہاز کا رکن تھا جاز سے ہندوستان پہنچنے پر اس نے فوراً حکیم القیوم اور شیخ عبدالرحیم کو تار دیا کہ اس سے حیدرآباد میں ملیں یہ ممکن ہے کہ وہ مولانا محمود حسن کے پیغامات لایا ہو (مولانا) محمود حسن نے انور پاشا اور غالب پاشا سے عرب میں جو جو فرمان حاصل کئے تھے (وہ حاجی شاہ بخش اور سید ہادی حسن کی مشترکہ نگرانی میں ہندوستان بھیجے گئے تھے تاکہ سید نورالحسن ساکن رتھیڑی (ضلع مظفر نگر، یو۔ پی) کے حوالے کئے جاسکیں"۔

تحریک ریشمی رومال سے وابستگی، شیخ عبدالرحیم سے تعلقات اور گرفتاری کے بارے میں ریشمی تحریک سازش کے سلسلے میں ۲۱ ستمبر ۱۹۱۶ء کی یادداشت سے بھی روشنی پڑتی ہے۔ اس میں آیا ہے کہ:۔

"مقامی حکام نے اپنے طور پر ان کے علاوہ[1] تین دوسرے اشخاص کو بھی گرفتار کرلیا ہے جن کا شیخ عبدالرحیم کے گروہ سے گہرا تعلق ہے۔ ان کے نام یہ ہیں: مولانا تاج محمود پیر اسداللہ شاہ اور حاجی شاہ بخش، ان میں سے آخرالذکر ابھی عرب سے اسی جہاز میں واپس آیا ہے جس پر سہارنپور کا خلیل احمد آیا تھا۔ ہندوستان پہنچتے ہی اس نے شیخ عبدالرحیم کو تار دیا اور پھر اس سے ملاقات کرنے حیدرآباد گیا وہ عبدالرحیم کا پرانا شریک کار ہے شاید وہ اس معاملے میں کافی حد تک ملوث ہے"۔

قاضی محمد اکبر نے ان کے وضع وسیرت کے بارے میں نہایت دلچسپ بات تحریر کی ہے لکھتے ہیں:۔

"شیخ عبدالرحیم سندھی اور حاجی شاہ بخش کی ایک بات پر اکثر نوک جھونک رہتی تھی شیخ کا نظریہ یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو گرفتاری سے بچو تاکہ کام کرسکو خواہ اس کے لئے بھیس بدلنا پڑے مگر حاجی صاحب اپنی وضع قطع میں تبدیلی کے سخت خلاف تھے چنانچہ شیخ صاحب اکثر ان سے کہتے کہ آپ کا غسل و وضو ہی ہمیں کسی دن دھروا دے گا اور ہوا بھی یہی۔ حاجی شاہ بخش لاشاری اپنی علانیہ اسلامیت کی بناء پر حیدرآباد ریلوے اسٹیشن پر دھر لئے گئے اور شیخ عبدالرحیم جو ڈاڑھی منڈا کر سوٹ بھی پہن لیتے تھے

---

[1] مراد حکیم عبدالقیوم، مولانا عبداللہ لغاری اور حکیم فتح محمد سہوانی ہے جو ان ہی دنوں میں گرفتار ہوئے تھے۔

مسافروں کے ہجوم میں غائب ہوگئے اور پولیس تو کیا خفیہ پولیس بھی ان کا سراغ نہ نکال سکی"۔

اسی مضمون میں قاضی صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں:

"میری یادداشت کے مطابق حیدر آباد ریلوے اسٹیشن پر گرفتار ہونے والے حاجی صاحب لاشاری کو تین سال قید بامشقت کی سزا ہوئی تھی"۔

لیکن میرا خیال ہے کہ اس بارے میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا یہ بیان زیادہ قابل اعتماد ہے کہ وہ جب وطن پہنچے تو گرفتار کر لئے گئے اور کچھ دنوں نظر بند رہ کر رہا ہو گئے۔ کچھ دنوں کے عرصے کو خواہ کتنا ہی طول دیا جائے تین سال کی مدت نہیں ہو سکتی۔ شاہ بخش لاشاری کا ۱۹۶۲ء میں حیدر آباد سندھ میں انتقال ہوا۔

۶۶ سید ہادی سے مولانا سید ہادی حسن مراد ہیں۔ تحریک شیخ الہند کے خاص رکن تھے جمال پاشا کے وثائق ان ہی کے ذریعے سے حضرت شیخ الہندؒ نے بھیجے تھے ستمبر ۱۹۱۶ء میں بمبئی پہنچے تھے۔ نقش حیات میں مولانا حسین احمد مدنیؒ نے اس سلسلہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ریشمی خطوط سازش کیس میں متعدد مقامات پر ان کا ذکر آیا ہے۔ جدہ میں حضرت شیخ الہندؒ سے ملاقات اور روانگی جہاز کے بعد کے حالات کے سلسلے میں مولانا مدنیؒ فرماتے ہیں:

"حضرت (شیخ الہند) رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے مولانا ہادی حسن صاحب خانجہاں پوری اور حاجی شاہ بخش صاحب سندھی تھے ان سبھوں (دیگر حضرات میں مولانا خلیل احمد، ان کی اہلیہ اور حاجی مقبول احمد تھے) کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جدہ کے ساحل تک رخصت کیا اور جہاز روانہ ہوگیا، بمبئی میں سی، آئی، ڈی کو اور حضرت کے مخلصین کو خیال تھا کہ اسی جہاز میں حضرت شیخ الہند تشریف لائیں گے اس لئے انگریزی پولس سی آئی ڈی اور اہل شہر کا ایک بہت بڑا مجمع جہاز پر پہنچ گیا تھا اس مجمع میں سے ایک صاحب نے جو حضرت شیخ الہند کے مخلصین میں سے تھے مولانا ہادی حسن سے کہا کہ اگر کوئی چیز محفوظ رکھنی ہو تو مجھ کو فوراً دیدیجئے میں اس کو نکال دوں گا اور جہاں پہنچانا ہو اس کا پتہ دیدیجئے وہاں پہنچا دوں گا۔ مولانا ہادی حسن صاحب اگرچہ پہلے ان سے

واقف نہیں تھے مگر ان کے مخصوص انداز سے ان کے اخلاص وصداقت کا یقین ہو گیا اور صندوق ان کے حوالہ کر دیا۔

یہ صاحب عام مسافروں کے سامان کے ساتھ یہ صندوق بھی قلیوں سے اٹھوا کر لے گئے اور فوراً اسٹیشن لے جا کر بذریعہ پارسل چلتا کر دیا۔ پولیس اور سی آئی ڈی کو اس کی ہوا بھی نہ لگ سکی۔ جب یہ صاحب صندوق اٹھوا کرلے جا رہے تھے اس وقت پولیس اور سی آئی ڈی حضرت شیخ الہند کو ڈھونڈھنے میں مشغول تھی۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ حضرت شیخ الہند نہیں ہیں البتہ ان کے ساتھ کے کچھ لوگ ہیں تو پولیس نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور مولانا ہادی حسن کو حراست میں لے لیا اور نہایت سخت تلاشی لی حتیٰ کہ ہاتھ کی چھڑی بھی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دی مگر بحمد اللہ کوئی مشتبہ چیز نہیں نکلی۔ پھر ان سب کو پولیس کی حراست میں نینی تال پہنچا دیا گیا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو معمولی پوچھ گچھ کے بعد ایک ہفتہ یا عشرہ رکھ کر چھوڑ دیا گیا البتہ مولانا ہادی حسن کو روک لیا گیا ان سے بہت پوچھ گچھ ہوئی ڈرایا دھمکایا گیا، سختی بھی کی گئی اور لالچ بھی دیا گیا مگر یہ نہایت مستقل رہے کسی راز کی خبر نہیں دی۔ جب ہر قسم کی سختی کرنے اور طمع دینے پر بھی کوئی بات معلوم نہیں ہوئی تو ایک ڈیڑھ ماہ بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔"

ریشمی رومال سازش میں ان کے بارے میں یہ نوٹ ہے جس کے مطالعے سے تحریک میں ان کے اہم مقام اور حضرت شیخ الہند کے ان پر کامل اعتماد کا اندازہ ہوتا ہے:۔

"یہ وہی ہادی حسن ہے جو مہدی حسن ساکن خان جہان پور ضلع مظفر نگر (یو پی) کا لڑکا ہے اور رتھیڑی کے سید نور الحسن کا بھتیجا۔ مولانا محمود حسن کے عرب چلے جانے کے بعد ان کے پیچھے روپیہ اور اسلحہ اس کی سپردگی میں رہتا تھا۔"

ہادی حسن، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مدرسہ دیوبند کے مفتی عزیز الرحمن کا مرید ہے سازش کا ایک رکن تھا۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولانا محمود حسن کے ہمراہ عرب گیا

تھا اور ستمبر ۱۹۱۶ء میں ایس ایس اکبر جہاز سے واپس آگیا تھا۔ سہارنپور کے مولانا خلیل احمد بھی اسی جہاز سے لوٹے تھے، مولانا محمود حسن نے انور بے جمال پاشا اور غالب پاشا سے جو جو فرمان حاصل کئے تھے وہ سید ہادی حسن اور حاجی ڈاکٹر شاہ بخش کی سپردگی میں سید نور الحسن ساکن رتھیڑی کو پہنچانے کے لئے ہندوستان بھیجے گئے تھے کہا جاتا ہے کہ ہادی حسن ان فرمانوں کے علاوہ مولانا محمود حسن کا ایک خط بھی لیا تھا۔ جو اس کے ظاف میں سلا ہوا تھا۔ پہلی تلاشی میں یہ پولیس کی نظر میں نہ آسکا لیکن جب مولوی خلیل احمد کو اس کا علم ہوا تو فوراً ضائع کر دیا۔"

میرا خیال ہے کہ غالب نامہ اس سے پہلے محمد میاں کے ہاتھوں ہندوستان بھیج دیا گیا تھا البتہ انور پاشا اور جمال پاشا کے خطوط سید ہادی حسن ہی لائے تھے۔

۶۸ خدا بخش۔ ان کے حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ ہمارے معلومات کا ذریعہ صرف یہی سازش کیس ہے۔ اس میں ان کے بارے میں چند جملے ہیں جو یہاں نقل کئے جاتے ہیں:۔

"شاید یہ وہی خدا بخش ہے جو ناگپور کا رہنے والا ہے اور مولانا محمود حسن کے ہمراہ ستمبر ۱۹۱۵ء میں عرب گیا تھا"۔

ان جملوں سے ان کا تعلق تحریک سے ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن یہ یقین ہے کہ یہ تحریک سے قریبی لوگوں میں سے تھے۔

۶۹ حبیب اللہ غازی۔ ان کے متعلق بھی ہماری معلومات کا ذریعہ صرف ریشمی خطوط سازش کیس ہے اس میں ان کا تذکرہ تین مقامات پر آیا ہے۔ سب سے پہلے استغاثہ کے مدعا علیہم کی فہرست میں نمبر ۲۸ پر ان الفاظ میں "حبیب اللہ غازی پسر روح اللہ آف کاکوری ضلع لکھنؤ صوبہ جات متحدہ (مفرور ہے) اس کے بعد استغاثہ کے پیرا نمبر ۸ میں ان کے بارے یہ الفاظ آئے ہیں:۔

"مکہ پہنچنے کے بعد مولانا (محمود حسن) کی پارٹی میں ایک غیر معمولی شخص شامل ہو گیا اس کا نام حبیب اللہ غازی اور کاکوری ضلع لکھنؤ کا باشندہ تھا اس شخص نے جنگ بلقان میں ترکوں کے ساتھ حصہ لیا تھا اور یہ ہندوستان سے پھر اسی مقصد سے روانہ ہوا تھا کہ ترکی فوج میں شامل ہو کر برطانیہ کے خلاف لڑے۔ حبیب اللہ گو